اٹھایا ہے، اس حوالہ سے حصہ سوم میں مزید مضامین کی ضرورت ہے۔ اس شمارہ سے فن قراءات کا ارتقاء اور امت کا تعامل وخدمات بخوبی نمایاں ہوتا ہے، میں آخر میں مجلّہ کے تمام متعلقین کو اس شاندار کوشش وکاوش پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اپنے مضمون ''قراءات کی حجیت، اہمیت اور امت کے تعامل'' کو شامل اشاعت کرنے پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

کتاب کا نام: اردو صحافت کے ارتقاء میں خواتین کا حصہ

مصنف : پروفیسر ڈاکٹر نسیم آراء

ناشر : انجمن ترقی اردو گلشن اقبال کراچی ۲۰۰۸ء

قیمت : ۳۵۰ روپے ۵۹۱ صفحات

پیش نظر پی ایچ ڈی مقالہ ایک پیش لفظ چھے ابواب اور تقریباً پانچ سو مآخذات پر مشتمل ہے، محترمہ پروفیسر ڈاکٹر نسیم آراء صاحبہ علمی خاندان سے وابستہ اعلیٰ فکر ونظر کی حامل خاتون ہیں، موصوفہ کے ساتھ ان کے شوہر ڈاکٹر عبدالمقیت صاحب اور ڈاکٹر حسنی صاحب سپروائزر مقالہ بھی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اس موضوع پر یہ جامع اور شاندار کاوش ہے، جن خواتین نے معاشرہ میں علم وفکر صالح کو فروغ دیا، ان کی خدمات کو اس مقالہ میں محفوظ کر دیا گیا ہے۔ یہ مقالہ ان خواتین کے لئے رہنما ہے جو علمی دنیا میں کچھ کرنا چاہتی ہیں اور کوئی مقام حاصل کرنا چاہتی ہیں۔

مقالہ حسن ترتیب کا شاہکار ہے، ریسرچ کے تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھا گیا ہے، محترمہ عبداللہ گرکالج کی پروفیسر ہیں اور متعدد کالج میگزین آپ کی کوششوں سے منظر عام پر آچکے ہیں۔

محترمہ نے دلچسپ باتیں مقالہ کی زینت بنائی ہیں، مثلاً یہ کہ خواتین کی صحافت کا ارتقاء بھی مولویوں کا مرہون منت ہے۔ (ص/ ۳۱۔۳۲ مقدمہ)

آج جب کہ خواتین زندگی کے ہر شعبے میں اور علم فن کی ہر شاخ میں مردوں کے دوش بدوش نظر آتی ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کے کردار پر روشنی ڈالی جائے، ان عوامل و محرکات کا جائزہ لیا جائے، جن کے سبب وہ اس قابل ہوسکیں۔ ادب کے حوالے سے تو خواتین

کے کارنامے کسی حد تک منظر عام پر آ چکے ہیں۔ خواتین شعرا کے تذکرے بہت پہلے سے موجود تھے اور اب بھی لکھے جا رہے ہیں، بہت سی خواتین ادب میں شہرت حاصل کر کے بقائے دوام حاصل کر چکی ہیں۔ ان کی تصانیف، ناولیں، افسانوں اور تنقید کے مجموعے بھی سامنے آ چکے ہیں، لیکن ان سے وہ نقوش نہیں ابھرتے، ان عوامل کا پتا نہیں چلتا جن سے یہ طبقہ اپنی محرومیوں کا پردہ چاک کر کے میدانِ عمل میں آیا۔

اخبارات و رسائل کا سب سے پہلا تذکرہ اختر الدولہ محمد اشرف نقوی نے ''اختر شہنشاہی'' کے نام سے مرتب کیا ہے۔ یہ ۱۸۸۸ء میں طبع ہوا اور ۱۸۸۷ء تک کے ۱۵۱۸ء مطابع، گل دستوں، اخبارات اور رسائل کی تفصیلات پر مشتمل ہے۔ اس میں تقریباً نصف کے قریب اخبارات و رسائل اور گل دستوں کا ذکر ہے۔ ان میں سے صرف پانچ خواتین سے متعلق ہیں۔ اس کے بعد مولانا امداد صابری ہیں جنہوں نے تاریخ صحافت اردو مرتب کی، اب تک اس کی پانچ جلدیں آ چکی ہیں۔ ان میں ابتدائے صحافت سے ۱۹۳۰ء تک کے تقریباً ڈھائی ہزار اخبارات و رسائل اور گل دستوں کا تذکرہ ہے، لیکن دیکھنے کی بات یہ ہے کہ خواتین کے صرف ۱۲۷ اخبارات و رسائل کا اس میں ذکر ہے۔ (ص/۳۰ مقدمہ)

مقالے کا اصل مقصد صحافت کے ارتقاء میں خواتین کے حصے کی وضاحت کرنا تھا، لیکن پس منظر میں یہ فکر بھی کارفرما تھی کہ خواتین سے متعلق اس عام تاثر کو ختم کیا جائے کہ وہ علم ادب میں ہمیشہ پیچھے رہی ہیں۔ اس وجہ سے کوشش کی گئی ہے کہ خواتین کی عمومی تعلیمی حالت کا جائزہ ابتداء سے لیا جائے تا کہ معلوم ہو سکے کہ خواتین کو جب بھی موقع دیا گیا انہوں نے اس باب میں بھی نمایاں کارکردگی دکھائی اور ان کی جانب سے ایسے کارنامے سامنے آئے جو اپنے عہد کے مردوں کے کارناموں پر بھاری تھے۔

برصغیر میں طبقۂ نسواں میں لکھنے پڑھنے کا ذوق ڈپٹی نذیر احمد کے ناولوں، مولوی سید احمد دہلوی، صاحب ''فرہنگ آصفیہ''، مولوی محبّ حسین، منشی محبوب عالم، مولوی ممتاز علی، شیخ

عبداللہ اور علامہ راشد الخیری کے اخبارات و رسائل سے پیدا ہوا۔ ان ہی حضرات کی کوشش و محنت سے نہ صرف یہ کہ وہ لکھنے کے قابل ہوئیں، بلکہ میدانِ صحافت میں قدیم رکھ کر اپنے طبقے کی ہمہ جہت اصلاح کی بھی بھرپور سعی کی، ان میں بیداری پیدا کی، ان کو حقوق اور ذمے داریوں کا احساس دلایا اور فرسودہ رسم و رواج سے نکال کر ملک و ملت کے لئے کارآمد بنایا، جس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ آج کی خواتین زندگی کے ہر شعبے میں پیش پیش ہیں۔ (ص/۳۱۔۳۲ مقدمہ)

یہ مقالہ چھ ابواب پر مشتمل ہے:

پہلے دو ابواب میں صحافت کی ابتدا و ارتقاء اور صحافت کے آغاز سے بحث کی گئی ہے، تا کہ معلوم ہو سکے کہ برصغیر میں صحافت کا ابتدائی خاکہ کیا تھا اور کن کن مدارج سے گزر کر اردو صحافت وجود میں آئی، نیز ادبی رسائل کا کب آغاز ہوا اور ان سے کس طرح علمی سرگرمیاں تیز ہوئیں۔ یہ اس لئے بھی ضروری تھا کہ اس کے بغیر خواتین کی علمی و تعلیمی ترقی کو سمجھنا دشوار ہوتا، جس کے سبب وہ صحافت میں وارد ہوئیں۔

تیسرا باب اُردو صحافت اور خواتین سے متعلق ہے۔ اس میں پہلے خواتین کی تعلیم کے تحت مسلمان خواتین کی عام تعلیمی حالت سے بحث کی گئی اور یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلام نے دوسرے مذاہب و ادیان کے برخلاف خواتین کو معاشرے کا فعال رکن بنانے کی طرف خصوصی توجہ دی، ان میں تعلیمی رجحانات کو عام کیا، جس کی وجہ سے تاریخ اسلام خواتین کے علمی کارناموں سے بھری پڑی ہے۔

چوتھے باب میں خواتین کے اخبات و رسائل سے بحث کی گئی ہے۔ اس میں دو ذیلی عنوانات قائم کئے گئے ہیں۔ پہلے میں قیام پاکستان تک کے اخبارات و رسائل ہیں۔ دوسرے میں قیامِ پاکستان سے دورِ حاضر تک کے اخبارات و رسائل زیرِ بحث لائے گئے ہیں۔ اس باب میں مجموعی حیثیت سے ۱۳۱۲ اخبارات و رسائل کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

پانچویں باب میں وہ اخبارات ورسائل زیر بحث لائے گئے ہیں جو اگرچہ مردانہ تھے، مگرانہوں نے کچھ اوراق حصہ نسواں کے لئے مختص کرر کھے تھے، چنانچہ سب سے پہلے "پیشہ اخبار" لاہور نے ۱۸۸۷ء میں خواتین نمبر نکالا۔

چھٹا اور آخری باب معرف صحافی خواتین پر ہے، خواتین کے حالات وخدمات کو بیان کیا گیا ہے۔

غرض اس مقالے کے ذریعے عورتوں کے علمی وادبی کردار پر نئی جہت سے روشنی پڑتی ہے، اردو صحافت میں خواتین کے حصے سے متعلق نئی معلومات فراہم ہوتی ہیں اور خواتین کے علمی معیار کو پرکھنے اوران کے کردار کو متعین کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے، اور پتا چلتا ہے کہ ادب، خصوصاً صحافت میں خواتین کا حصہ اس سے بہت زیادہ ہے جتنا اب تک سمجھا جاتا رہا ہے۔

کتابیات کے ذیل میں جو فہرست دی گئی ہے، اس میں ان ہی کتابوں اور رسائل کو لیا گیا، جن کے حوالے مقالے میں آئے ہیں۔ ان تمام کتب ورسائل کو، جن کے اقتباسات نہیں لئے، درج نہیں کیا گیا۔

یہ مقالہ خواتین کی صحافتی خدمات پر انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتا ہے اوراس قابل ہے کہ شعبہ وومین اسٹڈیز جامعہ کراچی اور شعبہ صحافت میں سلیبس کا حصہ بنایا جائے، اس کاوش پر ریجنل ڈائریکٹر کالجز کراچی کو چاہئے، محترمہ کا نام صدارتی ایوارڈ کے لئے بھیجیں۔

مجلّہ کا نام : **الثقافة الاسلامیه** (سہ ماہی) اردو، عربی، انگریزی

مدیر کا نام : ڈائریکٹر شیخ زاید سینٹر جامعہ کراچی

ناشر : شیخ زاید سینٹر ۲۰۰۹ء (العدد العشرون)

قیمت : ۱۵۰ روپے، ۱۸۰ صفحات

یہ شیخ زاید سینٹر جامعہ کراچی سے اردو، عربی، انگریزی میں تحقیقی مجلّہ کی حیثیت سے جاری ہوتا، اس کا بیسواں شمارہ پیش نظر ہے، جس میں عربی میں دو مضامین ہیں، پہلا عبدالعزیز